



آپ بھی کچھ لکھیے!

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں عطا کی ہیں، وہ اس قدر ہمہ گیر، بے پایاں اور مختلف النوع ہیں کہ انھیں پوری طرح احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔ دیکھنے، یوں نے اور چلنے پھرنے کی صلاحیت، سنتے، پچھنچنے اور سوگھنے کی صلاحیت، حسب نہنا اٹھنے بیٹھنے اور آزادانہ حرکت کرنے کی صلاحیت، اپنے ذہن سے سوچنے، طرح طرح کے منصوبے تیار کرنے اور انھیں رو بہ عمل لانے کی صلاحیت۔۔۔ ان صلاحیتوں کا ثابت پہلو یہ ہے کہ انسان نے زمین کو کلی گزار بنا دیا ہے۔ دور جدید کی راحتوں اور آسانیوں بھری زندگی، انسان کی انھی دماغی کاوشوں کی مر ہوں منت ہے، لیکن اسی انسانی دماغ کی منفی سوچ کا نتیجہ ہے کہ انسان نے تخریب و ہلاکت کے خوف ناک وسائل بھی مہیا کر لیے ہیں اور آج روے زمین کے بعض خطے جہنم زار بنے ہیں۔ اسے انسان کی بد بختنی کے سوا درکیا کہا جائے۔

تحریر، بالفاظ دیگر فکر و سوچ یا خیالات و احساسات کو بذریعہ قلم، صفحہ، قرطاس پر منتقل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ، ایک بہت بڑی صلاحیت ہے اور نعمت بھی۔ بیش تر انسانی صلاحیتوں کی طرح یہ بھی ایک وہی صلاحیت ہے، تا ہم کوئی بھی شخص جو لوکھنا پڑھنا جانتا ہو، مطالعے، مشق اور کاؤش و کوشش کے ذریعے، اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کر سکتا ہے، اور اسے نشوونما دے کر، اس سے مفید کام لے سکتا ہے۔

جو لوگ کسی تحریک سے وابستہ ہو کر، ایک بڑے مقصد کے لیے کام کر رہے ہوں، ان کے لیے تو قلم و قرطاس کافی جاننا ازبس ضروری ہے۔ دور حاضر میں کتابیں، رسائل اور اخبارات مختلف



نظریات و خیالات کی تبلیغ و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنی بات کو تحریر کا روپ دینے پر قادر ہیں اور آپ کی بات میں وزن ہو گا، دلیل ہو گی تو بہت سوں کو منتشر کرے گی، قائل کرے گی، اور اس سے کئی ایک آپ کے ہم آواز اور ہم سفر ہو جائیں گے۔ دور حاضر میں تو لکھنے لکھانے کا اقتصادی پہلو بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس وقت لکھنے والوں کی کثیر تعداد نے تحریر کو ذریعہ معاش بھی بنارکھا ہے۔ مغرب میں تو لکھنے والوں کو تحریر کا نہایت معقول معاوضہ ملتا ہے، مگر ہمارے ہاں کتابوں اور رسالوں کی اشاعت نسبتاً کم ہے، اس لیے معاوضہ ملتا ہی نہیں یا بہت کم ملتا ہے۔ اس کے باوجود لکھنے لکھانے سے ادیب کو کچھ نہ کچھ یافت ہو سکتی ہے، اور ہمارے معاشرے میں کئی لوگ اپنے قلم کی کمائی پر گزر بسر کر رہے ہیں۔

انسان کے اندر بہت سی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں، مگر بسا اوقات وہ پوری طرح ان سے باخبر نہیں ہوتا۔۔۔ ہم میں سے ہر شخص اپنے مافی انفسی کو زبان پر لانے اور بذریعہ گفتگو یا اسے دوسروں کے سامنے بیان کرنے پر قادر ہے۔ عمر، تجربہ، تعلیم یا مشق کے مطابق ہر شخص کی گفتگو یا بیان کا معیار تو مختلف ہو سکتا ہے، مگر جسے خدا نے زبان دی ہے، وہ اپنی ضرورت یا احساس کو بیان کرنے پر یقیناً قادر ہے۔ اب اگر آپ سے کہا جائے کہ ابھی آپ نے جو کچھ کہا ہے، اسے لکھ کر بتائیے تو آپ کو تمیل میں شاید بہت مشکل پیش آئے گی۔ آپ کہیں گے میں نے تو کبھی لکھا ہی نہیں (گویا لکھنا بھی ایک لحاظ سے پیرا کی کے متtradف ہوا۔ جو شخص کبھی پانی میں نہ اترتا ہو، اسے کہا جائے یہ نہیں نالہ پار کر کے دکھاؤ، تو وہ آپ کا منہ تنگ گا کہ یہ فرمائیں، اور مجھ سے؟)۔

ہم کیسے لکھیں؟۔۔۔ یہ صرف آپ کا نہیں، ان سب لوگوں کا مسئلہ ہے، جو لکھتے نہیں۔ اور جو لکھتے ہیں ان کے لیے لکھنا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ اگر آپ بھی لکھنا شروع کر دیں تو یہ آپ کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا، ان شا اللہ العزیز۔ لکھنا آپ کے لیے ویسا ہی روزمرہ یا روتین کا عمل ہو گا، جیسے آپ روزانہ گھر سے نکل کر سکول یا کانج جاتے ہیں یا کپڑے بدلتے ہیں یا حسب ضرورت گفتگو کرتے ہیں۔ اگر آپ لکھنا جان جائیں، اور آپ کے اندر یہ اعتماد پیدا ہو جائے کہ میں جو چاہوں، جب چاہوں اور جس طرح چاہوں، لکھ سکتا ہوں تو بس یہی مطلوب ہے۔

نشر لکھنے کی صلاحیت ہر اس شخص کے اندر موجود ہوتی ہے، جو معمولی املاکھ سکتا ہے اور



یہ صلاحیت ہر تعلیم یافتہ (کم یا زیادہ) کے اندر موجود ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت یقیناً آپ کے اندر بھی موجود ہے۔ سب سے پہلے تو آپ کو اپنے اندر تحریر کی ضرورت و اہمیت کا احساس پیدا کرنا ہے۔ اگر آپ ذہناً اس کی افادیت کے قائل ہو جائیں تو پھر اس عزم کو تازہ کیجیے کہ آپ کو لکھنا سیکھنا ہے، کچھ نہ کچھ لکھنا ہے، اور بذریعہ تحریر اپنی سوچ، اپنی بات اور اپنا تاثر دوسروں تک پہنچانا ہے۔ مثبت اقدار کی حمایت میں قلم اٹھانا، اور کسی بھی تحریر (نالوں، افسانے، ڈراما، شاعری، مضمون، تقدیر، طفوف مزاج، حالات حاضرہ پر تبصرہ، حتیٰ کہ کسی اخباری مراحلہ) کے ذریعے اپنے مقصد و نصب اعین کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش شہادت حق اور جہاد فی سبیل اللہ ہی کی ایک صورت ہے۔

اگر آپ کے اندر یہ عزم راحٰ ہو جائے کہ مجھے اپنے مثبت اور سچے محسوسات دوسروں تک پہنچانے ہیں تو ہر روز دس مرتبہ آپ کا جی چاہے گا کہ یہاں مجھے اپنی بات کہنی چاہیے، اپنا موقف پیش کرنا چاہیے۔ ہم ایک ناساز گارما حول میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور حالات و معاملات کو قدم قدم پر اپنی طبیعت، اپنے مقاصد اور اپنے اصولوں کے خلاف پاتے ہیں۔ حق و انصاف کا خون ہوتا دیکھتے ہیں۔ بد دیانتی اور بے اصولی فروع غذیہ ہے۔ خیر و شر کے درمیان چہارشو، ایک معزکہ اور ایک کشکش بربپا ہے۔ ہمارے ایمان کی کسوٹی یہ ہے کہ ہم شر اور باطل کے خلاف کس حد تک آواز بلند کرتے ہیں۔ اس کا ایک ذریعہ، اور بہت مؤثر ذریعہ یہ ہے کہ ہم بذریعہ تحریر (اس کی کوئی بھی صورت ہو، کوئی بھی صنف سخن ہو) حق و راستی کی حمایت میں اور باطل کے خلاف آواز بلند کریں۔ کوئی مضمون لکھیں، یا اخبار کو ایک مختصر مراحلہ ہی کہیج دیں۔ کسی اور صنف نثر میں دسترس ہے تو اسے ذریعہ اظہار بنائیں، یعنی آپ اپنا رد عمل ضرور ظاہر کریں۔ خبریں سنتے ہوئے یا اخبار پڑھتے ہوئے، یا اسکول کا لج، ملازمت یا بازار سے واپسی پر آپ کچھ محسوس کر رہے ہیں اور ذہن میں لاوا پک رہا ہے، قلم کپکڑیے، کاغذ اٹھائیے اور اپنے تاثرات قلم بند کر ڈالیے۔ اب تو سو شل میڈیا بھی اظہار رائے کا اہم ذریعہ ہے۔

جب آپ لکھنا شروع کریں گے (اور اگر آپ، لکھنے کی اچھی خاصی مشق نہیں رکھتے تو) آپ کو کچھ وقت محسوس ہو گی۔ ممکن ہے، الفاظ، خیالات کا ساتھ نہ دیں۔ اپنے محسوسات کے مناسب جملے بنانے میں آپ کو مشکل پیش آئے یا آپ اپنی بات کو مؤثر انداز میں اور صحیح ترتیب

کے ساتھ پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔۔۔ کوئی حرج نہیں، اہم تو یہ ہے کہ آپ جو کچھ محسوس کرتے ہیں، اسے سوچ سماج کر، اپنے تینیں بہتر سے بہتر انداز میں مناسب سے مناسب تر الفاظ کے ذریعے کاغذ پر منتقل کر دیں۔ یہ عمل وقتاً فوقتاً دہرائیے۔ رفتہ رفتہ آپ محسوس کریں گے کہ مشکلات کم ہو رہی ہیں اور اب آپ کے لیے مانی الصمیر کو ادا کرنا آسان تر ہوتا جا رہا ہے۔ درحقیقت مشق، تحریر کو بہتر اور موثر بنانے کا نہایت کارگر اور کامیاب ذریعہ ہے۔ خوش نویسی

(کتابت) کے حوالے سے ایک شعر ہے:

گر تو می خواہی کہ باشی خوش نویس
مے نویس و مے نویس و مے نویس
(اگر تو چاہتا ہے کہ خوش نویس بن جائے تو لکھتا رہ، لکھتا رہ، لکھتا رہ)۔

ادیب، مضمون نویس یا نشر نگار بننے کے لیے مسلسل لکھتے رہنا از بس ضروری ہے۔ بعض معروف اور نامور ادیب بھی مسلسل مشق کے اس عمل سے گزر کر رہی بلند پایہ نشر نویس بننے ہیں، مثلاً: محمد حسین آزاد کے صاحب طرز ادیب اور منفرد نشر نویس ہونے میں کسے کلام ہے، مگر ایک زمانے میں وہ اپنی معمولی تحریروں کو بھی لکھتے، پھاڑ دیتے، پھر لکھتے اور پھاڑ دیتے اور اس طرح متعدد کاؤشوں کے بعد تحریر کو جنمی شکل دیتے تھے۔ اپنی تحریر کو تنقیدی نظر سے دیکھنا، جانچنا اور اسے بہتر بنانے کے لیے اس میں تراویم کرنا خرابی کی نہیں، خوبی کی بات ہے۔ محنت و مشکلات کا یہ عمل 'خون جگر' صرف کرنے کے مترادف ہے۔ ادیب، بلکہ ہر فن کا رخون جگر صرف کر کے اپنی تخلیق کو زیادہ معیاری بناسکتا ہے۔ مشق اور محنت کے بغیر کوئی انسانی کاوش پچنگی اور معیار حاصل نہیں کر سکتی۔

بقول علامہ اقبال:

نقش ہیں سب نا تمام خون جگر کے بغیر
لغہ ہے سو دے خام خون جگر کے بغیر
خود علامہ اقبال نے اپنے بعض اشعار کو تین تین چار چار بار کاٹ کر، بہتر بنایا۔ (اقبال اکادمی
پاکستان لاہور میں محفوظ ان کے قلمی مسودوں سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔)
مشق کے مرحلے میں، اگر ممکن ہو تو اپنی تحریر کسی کو دکھالیں۔ کسی استاد یا بزرگ کی اصلاح،



آپ کے لیے مفید رہنمائی کا باعث ہوگی۔ وہ آپ کی تحریر میں جو حذف و ترمیم کریں، جملوں کی ترتیب بدلیں، لفظوں میں کافٹ چھانٹ کریں، اس پر خوب غور کر کے، اپنی خامی کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر سمجھنہ آئے تو دریافت کرنے میں عارضوں نہ کریں۔

اب اگر آپ کچھ نہ کچھ لکھنے کی افادیت و ضرورت کے قائل ہو جکے ہیں تو اللہ کا نام لے کر، آج ہی سے تحریری مشق شروع کر دیجیے۔ لکھنے کی مشق کے ساتھ، درج ذیل نکات بھی آپ کی توجہ کے لائق ہیں:

۱- مسلسل مطالعہ: ایک اچھا لکھنے والا، معیاری تحریروں اور کتابوں کے مطالعے سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ صاحب طرز ادیبوں اور صاف ستھری خوب صورت نثر لکھنے والوں کی کتابیں مسلسل زیر مطالعہ رکھیے، جیسے الطاف حسین حالی، شبلی نہمانی، پریم چند، خواجہ حسن نظامی، شاہد احمد دہلوی، سید ابوالاعلیٰ مودودی، رشید احمد صدیقی، صلاح الدین احمد، فضل کریم احمد فضلی، مختار مسعود، شیخ منظور الہبی، نعیم صدیقی، جیلانی بی اے اور رضا علی عابدی وغیرہ (یہ فہرست کامل نہیں ہے)۔ انھیں مطالعہ کرتے ہوئے دیکھیے کہ زبان کیسی بامحاورہ ہے؟ الفاظ و تراکیب کا استعمال کیسا ہے؟ جملوں کی ساخت کیسی ہے؟ تشبیہ و استعارہ اور صنائع و بداع کی صورت کیا ہے؟ آپ کسی سے متاثر ہو کر اس کی نقل نہ کیجیے کیوں کہ صاحب اسلوب ادیب کی تقاضی آسان نہیں ہوتی، ہاں اس مثال کو ذہن میں رکھیے اور دیکھیے کہ آپ کو بھی اسی طرح صحیح اور دل کش زبان میں لکھنا ہے۔ بہر حال آپ معیاری تحریروں کا جس قدر سیع مطالعہ کریں گے، غیر شعوری طور پر، آپ کی تحریر بھی بہتر ہوتی جائے گی۔

۲- لوازمه و معلومات: جب آپ کسی خاص موضوع پر کچھ لکھنا چاہیں تو مکمل حد تک، متعلقہ معلومات اور لوازمه فراہم کر لیں۔ کتابوں سے، رسالوں سے اور انسائیکلو پیڈیا سے۔ اسی طرح بزرگوں یا اس شعبے کے ماہرین سے استفسار اور مشورہ بھی کیجیے۔ جس قدر مفصل معلومات فراہم ہوں گی، آپ کی تحریر اس قدر جامع اور بھرپور ہوگی۔ ناکافی یا غلط معلومات کی بنیاد پر لکھی جانے والی تحریر ناقص ہوگی اور بعض صورتوں میں گمراہ کن بھی۔

۳- سوچ بچار: اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی زندگی، اس کے نشیب و فراز، اس کے خیر و شر اور اس کے دفعات و حادثات پر غور و فکر کی عادت ڈالیے۔ کسی صورت حال کے اسباب، اس سے



عہدہ برآ ہونے کی تدابیر، مسائل حل کرنے کے طریقے اور مختلف مسائل کو سلیمانی کی صورتیں، ان پہلوؤں کے بارے میں آپ جس قدر سوچ بچارے سے کام لیں گے اور معاملات کی ماہیت اور تصویر کے دونوں رخ آپ کے زیر غور رہیں گے، آپ کے لیے حقائق تک پہنچنا اور اصلیت کو جان لینا آسان ہو گا اور آپ کے ذہن میں مسائل و معاملات کو سلیمانی کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ اس طرح آپ کی تحریر نقروند برکی حامل اور قارئین کے لیے کہیں زیادہ افادیت کا باعث ہو گی۔

۲- ابتدائی خاکہ اور ترتیب: آپ جو کچھ لکھنا چاہیں اور موضوع کا انتخاب کر لیں (موضوع کا انتخاب اپنی مخصوص افتادط، Aptitude اور صلاحیت کے مطابق کیجیے) تو تحریر یا مضمون کا ایک ابتدائی خاکہ بنائیے۔ آغاز کیسے ہو گا؟ کیا کیا نکات، کس ترتیب سے پیش کریں گے؟ دلائل؟ موضوع کی مناسبت سے اقوال، فرمودات، ضرب الامثال، اشعار بھی جمع و نوٹ کر لیں اور ان کی ترتیب بھی قائم کر لیں۔ پھر اختتم کیسے ہو گا؟ خاکے پر بار دگر غور کیجیے۔ کیا یہ ترتیب مناسب اور منطقی ہے؟ اگر نہیں تو اس میں مناسب روبدل کر کے خاکے کو زیادہ سلیمانی اور ہنرمندی سے مرتب کیجیے۔ جب آپ کو خاصا تجربہ ہو جائے گا تو پھر آپ کو خاکہ کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

۵- اسلوب و انداز: کسی تحریر کی دل کشی اور مقبولیت میں عبارت کا انداز و اسلوب بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اسلوب جس قدر جان دار، تو ان اور خوب صورت ہو گا، آپ کی تحریر اس قدر جذب و توجہ سے پڑھی جائے گی اور بلند پایہ شمار ہو گی۔ معروف عمرانی مفکر اور تاریخ نویس ابن خلدون کا کہنا ہے کہ الفاظ پیالہ ہیں، اور معانی پانی۔۔۔ اب اگر پانی، کسی بد نما اور بحدے پیالے یا برتن میں ہو گا تو قدرتی طور پر پینے والے کو کچھ ابا محسوس ہو گا۔ بعض اوقات خیالات کی بلندی اور معلومات کی وسعت کے باوجود اسلوب کی خشکی اور بے کیفی مضمون کا معيار گرداتی ہے۔ اس میں میں حسب ذیل امور پیش نگاہ رہیں تو فائدہ ہو گا:

(الف) جملے مختصر اور سادہ ہوں۔ طویل ناقروں اور قدیم انداز کی شاعرانہ اور مسجع و مفقی زبان آج کے اسلوب سے مطابقت نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں حتی الامکان انگریزی الفاظ و تراکیب کے استعمال سے احتراز کیجیے، خصوصاً جہاں اردو مترادفات موجود ہوں۔

(ب) صحتِ زبان کا خاص خیال رکھیے۔ اس میں یوں تو بہت سی مفید کتابیں آپ کی

رہنمائی کر سکتی ہیں۔ تاہم، پروفیسر آسی ضیائی کی کتاب درست اردو زیر مطابع درکھے۔ اسی طرح رشید حسن خال کی انشاء اور تلفظ، اور عبارت کیسے لکھیں کے مطالعے سے بھی ان شا اللہ فائدہ ہو گا۔ اشعار یا قول بالکل صحیح ہونا ضروری ہے۔ جہاں شہہر ہو، اصل کتاب دیکھ کر درست صورت اختیار کیجیے۔ (ج) جہاں تک ممکن ہو، اختصار ملحوظ رکھیے۔ اپنے مافی افسوس کو کم سے کم لفظوں میں ادا کرنے کی کوشش کیجیے۔ کفایت لفظی، اچھی تحریر کی بنیادی خوبی ہے اور تکرار لفظی عیب ہے۔۔۔ تاہم اختصار و کفایت لفظی کا اعتماد مناسب حد تک ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ لفظوں کی کفایت کرتے کرتے عبارت چیستان بن جائے اور قاری مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے۔

(د) تحریر کا اسلوب، موضوع کے حسب حال ہونا چاہیے، یعنی ناول و افسانہ ہے تو افسانوی انداز، سماجی و عمرانی مسائل ہوں تو عالمانہ اسلوب، ادبی تنقیدی موضوع ہو تو تنقیدی اسلوب۔۔۔! تحریر طلبہ کے لیے ہوتا نسبتاً آسان اور تشریحی انداز، روزمرہ کے مسائل ہوں اور اخباری تحریر ہو تو عام فہم اور سلیس عبارت ہونی چاہیے تاکہ کم پڑھے لوگ بھی سمجھ سکیں۔ پھر تحریر کے اندر مثالیں بھی حسب معیار و ماحول ہونی چاہیں۔

۶- نظر ثانی: تحریر کامل ہونے پر، اسے دوبارہ دیکھیے، بلکہ سہ بارہ اس پر نظر ڈالیے۔ کیا عبارت صاف ہے؟ جملوں کا باہمی ربط ٹھیک ہے؟ لفظوں کا انتخاب واستعمال مناسب ہے؟ تحریر پڑھتے ہوئے کوئی ابہام یا اجھن تو محسوس نہیں ہوتی؟ اگر مضمون میں حوالے دیے گئے ہیں تو کیا یہ مکمل ہیں؟ ادھورے اور غیر معتبر یا مشکوک حوالے نکال دیجیے۔ حسب ضرورت عبارت بڑھائیے یا کم کر دیجیے، ترمیم و تنقیح یا حذف و اضافہ کیجیے۔۔۔ غرض بہ اطمینان، اپنی تحریر پر پوری طرح نظر ثانی کیجیے۔

اب اپنی تحریر کی ایک نقل ہوا کر، اسے اشاعت کے لیے بھیج دیجیے۔ مضمون شائع ہونے میں تاخیر ہو تو گھبرائے نہیں۔ ایک اور کاوش کیجیے، کوئی اور چیز لکھیے اور یہ سلسلہ متقللاً جاری رکھیے۔ رفتہ رفتہ آپ کی تحریریں شائع ہونے لگیں گی، اور ایک روز آپ کا شمار لکھنے والوں کی اس فہرست میں ہو گا، جو شاید اس وقت آپ کے لیے باعث رشک ہیں۔
